باب

3

پارلیمانی حکومت

(عوام اور اُن کے نمایندے)

ذرا سوچ کر بتائیے کہ کیا آپ کے اسکول، گاؤں شہر یا ملک کے حکومتی نظام میں ہم سبھی حصہ دار بن سکتے ہیں؟ کیا یہ ممکن ہے؟ ہاں، اگر کم آبادی ہو تو شاید یہ ممکن ہے کہ سارے لوگ اس کے برابر کے حصہ دار ہو سکتے ہیں اور ضروری فیصلہ لینے اور اس پر عمل کرنے کے اہل ہو سکتے ہیں۔ لیکن بات اگر پورے ملک کی ہو یا صرف گاؤں شہر کی ہی ہو تو، ایسا ممکن نہیں ہے۔

ہندوستانی آئین یہ تو ظاہر کرتا ہے کہ تمام لوگ اپنے ملک کی حکومت کے نظام کا حصہ بنیں۔ لیکن براہ راست نہ ہوکر اپنے نمایندوں کے ذریعے بنیں۔ ہمارے ملک میں 18 برس یا اس سے زیادہ عمر کے تمام شہریوں کو ووٹ دے کر اپنے نمایندے کو منتخب کرنے کا اختیار ہے۔ یہ نمایندے الگ الگ سطح پر چنے جاتے ہیں۔ جیسے گرام پنچایت، صوبائی اسمبلی اور پارلیمنٹ۔

ان نمایندوں کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے حلقہ کے لوگوں کی رائے جانیں، ان کے مسائل کو سنیں اور انہیں حل کرنے کی کوشش کریں۔ ان نمایندوں کا انتخاب 5 برسوں کے لئے ہوتا ہے اور ان کی ذمہ داری لوگوں کے تئیں ہوتی ہے۔ ان 5 سالوں کے دروان اگر یہ ٹھیک سے کام نہ کریں تو لوگ انہیں دوسری بار ووٹ نہ دے کر سرکار سے باہر کر سکتے ہیں۔

صحیح متبادل چنیں

1. نمائندہ کے معنی

(الف) لوگوں کے ذریعہ کسی حلقہ سے چنا گیا امیدوار

(ب) سرکار کے ذریعہ کسی حلقہ سے چنا گیا آدمی

(ج) اس حلقہ کا جانا پہچانا آدمی

2. صوبائی اسمبلی کے لئے منتخب شخص کو کیا کہتے ہیں؟

(الف) وارڈ پنچ

(ب) تھانیدار

(ج) رُکن اسمبلی (ایم ایل اے)

مقامی انتظامیہ (Local Self Governemnt) کی اکائیوں جیسے گرام پنچایت سے لے کر پورے ملک کے لئے قانون بنانے والے ایوان تک تمام اہم اکائیوں میں شامل ہونے والے نمائندہ کا انتخاب عوام خود کرتے ہیں۔ یہ نمائندے لوگوں کی طرف سے قانون بنانے، انہیں نافذ کرنے اور انتظامیہ کے ضروری فیصلے لینے کا کام کرتے ہیں۔ جمہوری حکومت میں نمائندوں کا چناؤ ایک متعین وقت کے لئے ہوتا ہے۔ یہ مدت ختم ہونے پر لوگوں کو پھر سے اپنا نمائندہ چننے کا حق ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ہندوستان میں یہ مدت 5 سال کی ہے۔ 5 سال کے بعد ہونے والے انتخاب میں لوگ پرانے نمائندوں کو دوبارہ ووٹ نہ دے کر نئے نمائندے بھی چن سکتے ہیں۔

1. جمہوری حکومت میں عام لوگوں کی حصہ داری کس طرح سے ہوتی ہے؟
2. نمائندوں کو عام لوگوں کے ساتھ براہ راست رابطہ رکھنا کیوں ضروری ہوتا ہے؟
3. نمائندوں کا انتخاب متعین وقت کے لئے ہی کیوں کیا جاتا ہے؟
4. کیا عام لوگوں کی حصہ داری نمائندوں کے انتخاب تک ہی محدود ہوتی ہے؟
5. نمائندوں کا انتخاب کیوں ضروری ہے؟ اساتذہ سے معلوم کیجئے۔

پارلیمنٹ کی تشکیل

ہندوستانی پارلیمنٹ کے تین حصے ہیں۔ **صدر جمہوریہ، لوک سبھا اور راجیہ سبھا**۔ ان تینوں کو مل کر ہی پارلیمنٹ بنتی ہے۔

لوک سبھا— ہندوستانی ایوان کے دو حصے ہیں۔ ایوان زیریں (Lower House)، ایوان بالا (Upper House) یعنی لوک سبھا اور راجیہ سبھا۔ لوک سبھا کے ارکان عوام کے چنے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔ پنچایتی چناؤ کی طرح ان ارکان کو بھی پانچ سال کے لئے چنا جاتا ہے۔

لوک سبھا انتخاب کے لئے پورے ملک کو برابر آبادیوں والے حلقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ہر حلقہ سے ایک نمائندہ چنا جاتا ہے۔ انتخاب لڑنے والے امیدوار کسی نہ کسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ کچھ آزاد امیدوار بھی ہوتے ہیں انہیں بھی چناؤ لڑنے کا مساوی حق حاصل ہوتا ہے۔ اس وقت لوک سبھا (Lower House) میں 543 انتخابی حلقے ہیں۔ لوک سبھا کے لئے اینگلو انڈین طبقے سے بھی دو ارکان کو نامزد کیا جاتا ہے۔

منتخب ہونے کے بعد امیدوار ایم پی کہلاتے ہیں۔ ان ارکان کو ہی ملا کر پارلیمنٹ بنتی ہے۔ لوک سبھا کے ارکان اپنے درمیان سے ایک اسپیکر اور ایک ڈپٹی اسپیکر کو چنتے ہیں۔

پارلیامنٹ ہاؤس، نئی دہلی

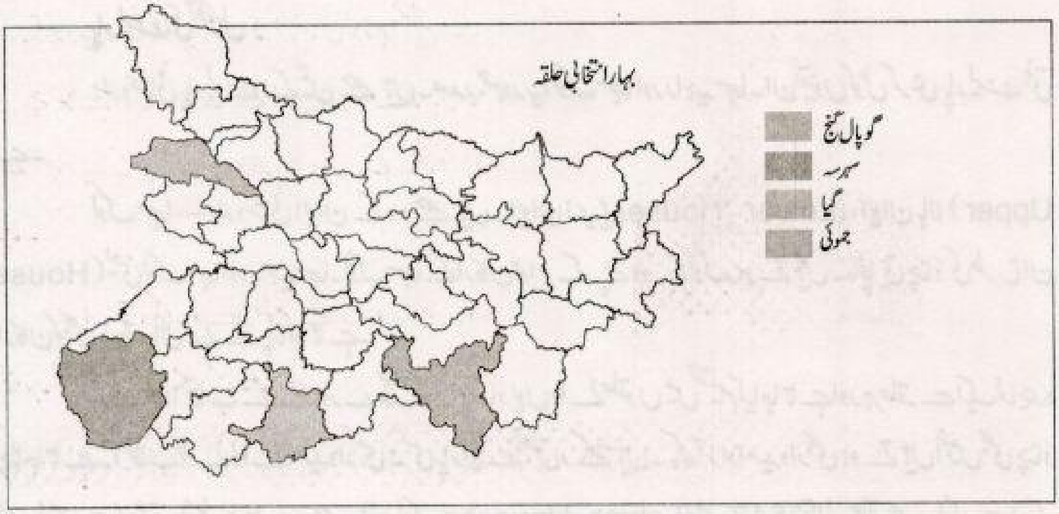

اوپر دیئے گئے نقشے کے مطابق نیچے دیئے گئے سوالوں کے جواب دیجئے:

1. بہار کے اہم شہروں کے انتخابی حلقوں کی پہچان کر کے ان کے منتخب نمایندوں کے نام بتائیے:؟
2. آپ کے ممبر پارلیمنٹ کا کیا نام ہے؟ وہ کس انتخابی حلقے سے چنے گئے ہیں؟
3. نقشے کو الگ الگ رنگوں سے دکھانے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے؟
4. بہار کی خاص سیاسی پارٹیوں کے نام معلوم کیجئے۔
5. سیاسی پارٹیوں کا خاص خاص کام کیا ہوتا ہے؟

راجیہ سبھا (ایوان بالا)۔۔۔ ہندوستانی پارلیمنٹ کے ایوانِ بالا کو راجیہ سبھا کہتے ہیں۔ راجیہ سبھا خاص طور سے ملک کے صوبوں کے نمایندوں کی شکل میں کام کرتا ہے۔ راجیہ سبھا کے ممبران کا انتخاب بالواسطہ طور پر ہوتا ہے۔ راجیہ سبھا میں 238 منتخب اور 12 نامزد ممبران ہوتے ہیں۔ صوبے کے لوگ ہی اسمبلی کے ممبران کو منتخب کرتے ہیں اور یہی منتخب ممبران راجیہ سبھا کے ممبران کو چنتے ہیں۔ ہر دو سال کے بعد راجیہ سبھا کے ایک تہائی ممبران کا چناؤ کیا جاتا ہے۔ اس طرح راجیہ سبھا کبھی تحلیل نہیں ہوتی۔ راجیہ سبھا کے ہر ممبر کی مدت کار 6 سال تک کے لئے ہوتی ہے۔

صدر جمہوریہ:- پارلیمنٹ کا تیسرا اہم حصہ صدر جمہوریہ کی شکل میں ہوتا ہے۔ ہندوستان کے آئین کے مطابق

صدر جمہوریہ اپنے اختیارات کا استعمال وزیر اعظم کے ذریعے بنائے گئے کیبنٹ کے ذریعہ بھی کرتے ہیں۔
صدر جمہوریہ کے عہدے کی مدت 5 سال کے لئے ہوتی ہے۔

اساتذہ کی مدد سے معلوم کیجئے کہ صدر جمہوریہ کا انتخاب کس طرح عمل میں آتا ہے؟

حکومت سازی کا عمل

لوک سبھا کے انتخابات کے بعد چنے گئے ممبران پارلیمنٹ کی فہرست تیار کی جاتی ہے۔ جس سیاسی جماعت کو اکثریت کے لئے آدھی سے زیادہ سیٹیں حاصل ہوتی ہیں اسے ہی صدر جمہوریہ حکومت سازی کے لئے مدعو کرتے ہیں۔ ہندوستان میں کسی بھی پارٹی کو حکومت بنانے کے لئے 543 میں سے کم سے کم 272 سیٹوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کسی ایک پارٹی کو اکثریت کے لئے ضروری 272 سیٹیں نہ مل پائیں تو ایک سے زیادہ پارٹیاں مل کر بھی سرکار بنا سکتی ہیں، جسے مخلوط حکومت کہا جاتا ہے۔

نیچے دیئے گئے 1984 میں ہوئے آٹھویں لوک سبھا انتخاب کا چارٹ دیا گیا ہے۔ اس چارٹ کو پڑھ کر نیچے کے سوالوں کے جواب دیجئے۔

آٹھویں لوک سبھا انتخاب کے نتائج-1984

سیاسی پارٹیاں	منتخب ممبران کی تعداد
قومی پارٹیاں	
بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی)	02
بھارتیہ کمیونسٹ پارٹی (سی پی آئی)	02

بھارتیہ کمیونسٹ پارٹی (سی پی آئی۔ایم)	22
انڈین کانگریس (سوشلسٹ)	04
بھارتیہ راشٹریہ کانگریس	404
جنتا پارٹی	10
لوک دل	03
علاقائی پارٹیاں	
آل انڈیا دروڑ منیتر کزگم (اے آئی ڈی ایم کے)	12
دروڑ منیتر کزگم (ڈی ایم کے)	02
آل انڈیا فارورڈ بلاک	02
انڈین کانگریس (ج)	01
نیشنل کانفرنس	03
کیرل کانگریس (ج)	02
مسلم لیگ	02
پی زینٹ اینڈ ورکرس پارٹی آف انڈیا	01
ریولشنری سوشلسٹ پارٹی	03
تیلگو دیشم پارٹی	30
آزاد امیدوار	05
کل تعداد	**510**

نوٹ: 1984ء میں آسام اور پنجاب میں لوک سبھا انتخاب نہیں ہوئے تھے۔

ذریعہ: www.eci.gov.in

1. آٹھویں لوک سبھا انتخاب میں کس سیاسی پارٹی کو سب سے زیادہ سیٹیں حاصل ہوئی تھیں؟
2. کس پارٹی کو سب سے کم نشستیں حاصل ہوئی تھیں؟

گذشتہ چند برسوں میں ہوئے لوک سبھا انتخابات میں کسی بھی ایک سیاسی جماعت کے پاس حکومت سازی کے لئے ضروری اکثریت نہیں تھی۔ اس لئے کئی جماعتوں نے مشترکہ ایشوز کی بنیاد پر مل جل کر سرکار بنانے کی کوشش کی ہے۔

ملی جلی سرکار کی مثال سمجھنے کے لئے لوک سبھا انتخابات 1999ء کا چارٹ دیکھیں اور سوالوں کے جواب دیں

تیرہویں لوک سبھا انتخاب کے نتائج:-

سیاسی پارٹیاں	منتخب ممبران پارلیمنٹ کی تعداد
قومی پارٹیاں	
بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی)	182
بہوجن سماج پارٹی (بی ایس پی)	14
بھارتیہ کمیونسٹ پارٹی (سی پی آئی۔ایم)	33
بھارتیہ راشٹریہ کانگریس	114
جنتا دل یو (جے ڈی یو)	21
دیگر	05
علاقائی پارٹیاں	
آل انڈیا دروڑ منیتر کزگم (اے آئی ڈی ایم کے)	10
آل انڈیا ترنمول کانگریس	08
بیجو جنتا دل	10

دروڑ منترکزگم (ڈی ایم کے)	12
انڈین نیشنل لوک دل	05
راشٹروادی کانگریس پارٹی	08
پہلی مکل کانچی (پی ایم کے)	05
راشٹریہ جنتادل (آرجے ڈی)	07
شیوسینا	15
سماج وادی پارٹی (ایس پی)	26
تیلگودیشم پارٹی (ٹی ڈی پی)	29
دیگر	23
رجسٹرڈ (غیر منظور شدہ) پارٹیاں	10
آزادامیدوار	06
کل تعداد	**543**

ذریعہ:www.eci.gov.in

1. تیرہویں لوک سبھا انتخاب میں کون سی پارٹی سب سے بڑی پارٹی کی شکل میں ابھر کر سامنے آئی؟
2. سب سے بڑی پارٹی ہوتے ہوئے بھی بھاجپا تنہا سرکار کیوں نہیں بنا سکی۔
3. بھاجپا نے جو ملی جلی سرکار بنائی اس کا نام کیا تھا؟
4. آپ کی سمجھ میں کیا اکثریت کو سرکار بنانے کی بنیاد سمجھنا چاہیے؟ وجہ کے ساتھ سمجھائیے۔
5. کیا اس طرح کی اتحاد سے بنی حکومت طاقتور ہوسکتی ہے؟ وجہ کے ساتھ سمجھائیے۔

وزیراعظم اور وزارتی کونسل (کیبنٹ)

لوک سبھا میں اکثریت والی پارٹی کے قائد کو وزیراعظم بنایا جاتا ہے۔ صدر جمہوریہ کے مشورے سے وزیراعظم دوسرے وزراء کو مامور کرتے ہیں۔ وزیراعظم اور دوسرے تمام وزیروں کے لئے پارلیمنٹ کا ممبر ہونا لازمی ہے۔ اگر کوئی شخص پارلیمنٹ کا ممبر بنے بغیر وزیر یا وزیراعظم بن جاتا ہے تو اسے چھ مہینے کے اندر ایم پی کے طور پر منتخب ہونا پڑتا ہے۔ کیبنٹ پارلیمنٹ کے تئیں جواب دہ ہوتی ہے۔ وہ پارلیمنٹ کے نمائندے کے روپ میں مجموعی طور پر کام کرتی ہے۔

ہندوستان میں وزیراعظم کا سرکار میں سب سے اونچا مقام ہے۔ وزیراعظم ایک طرف کیبنٹ اور دوسری طرف صدر جمہوریہ کے درمیان پُل کا کام کرتے ہیں۔ وزیراعظم سرکار کے سبھی اہم فیصلوں میں شامل ہوتے ہیں۔

1. صدر جمہوریہ کس کو وزیراعظم بناتے ہیں؟
2. کیا وزیراعظم اپنی مرضی سے اپنی کیبنٹ میں اپنے لوگوں کو لے سکتے ہیں؟

اساتذہ کی مدد سے معلوم کیجئے۔

پارلیمنٹ کے کام

پارلیمنٹ کو خاص طور سے مندرجہ ذیل کام کرنے ہوتے ہیں۔

1. **آئینی کام کاج:** پارلیمنٹ پورے ملک یا ملک کے کسی حصے کے لئے قانون بناتا ہے۔ قانون بنانے کے مرحلے کے متعلق آپ آئندہ سبق میں پڑھیں گے۔

2. **مالی کام کاج:** سرکار کو بہت سے کام کرنے پڑتے ہیں۔ ان تمام کاموں کے لئے پیسے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پارلیمنٹ اپنے مالی اختیارات کے ذریعے سرکار کے کاموں کے لئے پیسہ مہیا کرانے کا اختیار دیتا ہے۔ سرکار کو اپنے ذریعے خرچ کئے گئے پیسے کا حساب اور آمدنی کی تفصیل پارلیمنٹ کو دینی پڑتی ہے۔

3. **سرکار کو سنبھالنا، رہنمائی کرنا اور جانکاری دینا:** سرکار کو سنبھالنا اور رہنمائی کرنا پارلیمنٹ کا سب سے اہم کام ہے۔ پارلیمنٹ میں لوگوں کے ذریعہ منتخب امیدوار لوگوں کی طرف سے کام کرتے ہیں، اس لئے وزارتی کونسل پارلیمنٹ کے تئیں جواب دہ ہوتی ہے۔ پارلیمنٹ کئی طریقوں سے وزارتی کونسل پر قابو رکھتی ہے۔ ان طریقوں میں سوال کے وقفے کے

دوران سوال پوچھنا، سرکار کے اصولوں اور پروگراموں کی تنقید کرنا اور عدم اعتماد تحریک کو ایوان میں لانا وغیرہ خاص طریقے ہیں۔

وقفہ سوال و جواب میں سوال پوچھنا

وقفہ سوالات پارلیمنٹ کا اہم حصہ ہے۔ پارلیمانی کارروائی کا آغاز ہر دن وقفہ سوالات سے ہوتا ہے۔ اس وقفے کے دوران عام طور پر ممبران اپنے انتخابی حلقے سے متعلق کسی بھی محکمہ کے کسی بھی مسئلے سے متعلق سوالات پوچھتے ہیں۔ کئی موقع پر ایسے سوالات پوچھے جاتے ہیں جو سرکار کے کسی منصوبے اور پروگرام سے تعلق رکھتے ہیں اور پورے ملک کو متاثر کرتے ہیں۔

اگر آپ کو اپنے علاقے کے متعلق سوال کرنا ہو تو آپ اپنے ایم پی سے کیا سوال کریں گے؟

عدم اعتماد کی تحریک

عدم اعتماد کی تحریک وزارتی کونسل پر کنٹرول رکھنے کا ایک مضبوط وسیلہ ہے۔ اگر پارلیمنٹ کو یہ لگتا ہے کہ مجلس وزرا صحیح طریقے سے کام نہیں کر رہی ہے تو پارلیمنٹ میں یہ تجویز پیش کی جا سکتی ہے۔ ایسی تجویز کی اطلاع ملنے پر لوک سبھا کے اسپیکر اس تجویز پر بحث کے لئے ایک دن اور وقت طے کرتے ہیں۔ بحث کے بعد ووٹنگ ہوتی ہے اور تجویز منظور ہو گئی تو حکومت کو استعفیٰ دینا پڑتا ہے۔

اس عدم اعتماد کی تحریک والے ضابطے کے پیچھے کیا وجہیں ہو سکتی ہیں؟ آپس میں تذکرہ کیجیے۔

مشقی سوالات

1. ہمارے یہاں 18 سال سے زیادہ کے تمام لوگوں کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔ آپ کی سمجھ سے کیا یہ ٹھیک ہے؟

2. لوک سبھا لوگوں کے جذبات اور ان کی امیدوں کا ایک مرکز ہے؟ کیا آپ اس بات سے اتفاق رکھتے ہیں؟ وجہہ دے کر سمجھائیے۔

3. جمہوری نظام حکومت میں عام لوگوں کی حصہ داری کس طرح سے ہوتی ہے؟ مثال دے کر سمجھائیے۔

4. مرکز میں حکومت سازی کے لئے کسی بھی پارٹی یا پارٹیوں کے اشتراک (گٹھ بندھن) کے پاس ہونے والی واضح اکثریت کا کیا مطلب ہے۔ مثال دے کر سمجھائیے۔

5. پارلیمنٹ وزارتی کونسل پر کن کن طریقوں سے کنٹرول کرتا ہے؟ ان میں سے آپ کو کون سا طریقہ سب سے اچھا اور موثر لگتا ہے اور کیوں؟

6. پارلیمنٹ کے خاص خاص کام کون کون سے ہیں۔ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

7. نیچے دیئے گئے چارٹ کو سبق میں دی گئی جانکاری کی بنیاد پر پُر کیجئے۔

جانکاری	لوک سبھا
1. ممبران پارلیمنٹ کی کل تعداد	
2. ممبران پارلیمنٹ کی مدت کار	
3. ایوان کی مدت کار	
4. انتخاب کا طریقہ	
5. اسپیکر کے انتخاب کا طریقہ	

باب

4 قانون کی سمجھ

کیا آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے ملک میں درجہ اوّل میں داخلہ کے لئے کیا عمر متعین کی گئی ہے؟ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ ہمارے ملک میں ووٹ دینے کی عمر کیا رکھی گئی ہے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ آدمی کو تھانے کا چکر کن کن وجھوں سے لگانا پڑتا ہے۔ کیا ان کے پیچھے کوئی ضابطہ ہوتا ہے؟ یا یہ سارے کام اپنی اپنی مرضی کے حساب سے لوگ کرتے ہیں؟ یہ سارے کام ملک میں موجود مقررہ ضابطے اور قانون کے مطابق ہوتے ہیں۔

آپ اکثر ریڈیو، ٹیلی ویزن اور اخبار کے اشتہارات میں مختلف قانون اور ضابطے کے متعلق سنتے ہوں گے۔ ان میں کئی قانون سے واقف ہوتے ہیں جیسے لڑکا اور لڑکی کی شادی کی عمر، جہیز لینے کے خلاف قانون، حق رائے دہی کا قانون وغیرہ۔ لیکن کچھ قوانین کے متعلق آپ کو ٹھیک سے جانکاری نہیں ہوگی کیونکہ آپ بچے ہیں اس لئے آپ کے بڑے بزرگ اس سے واقف ہوں گے جیسے جائیداد خریدنے اور بیچنے کا قانون، ہر طرح کے جھگڑے نپٹانے کا قانون۔

اس سبق میں ہم معلوم کریں گے کہ کس طرح قانون سبھوں پر یکساں طور پر نافذ ہوتا ہے۔ نئے قانون کس طرح بنتے ہیں اور قانون بنانے کی ضرورت کیوں ہوتی ہے۔ جتنا ضروری یہ سب جاننا ہے اتنا ہی ضروری یہ بھی جاننا ہے کہ ملک کا شہری ہونے کے ناطے ہمیں نامناسب اور متنازعہ قانون بنانے کی صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

جب ایک مرکزی وزیر کے بھائی کو قتل کے الزام میں سزا سنائی گئی تو وہ اپنے بھائی کو اپنے صوبے سے باہر نکالنے میں مدد کرتا ہے۔ کیا آپ کو لگتا ہے کہ اُس مرکزی وزیر نے صحیح کام کیا؟ کیا اس کے بھائی کو صرف اس لئے قانون سے معافی ملنی چاہئے کیونکہ اس کا بھائی معاشی اور سیاسی طور پر بہت طاقتور ہے؟

کسی بھی عوامی انتظام کو چلانے کے لئے جو ضابطے بنائے جاتے ہیں انہیں قانون کہا جاتا ہے۔ان ضابطوں اور قوانین کے بغیر ہم ایک مثالی معاشرے کی تشکیل کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

قانونی ضابطہ پر عمل معاشرے کے لئے بہت ضروری ہے۔ یہ انسانی فلاح اور انسانی اقدار کے حقوق کے پیش نظر بنائے جاتے ہیں۔ قانون اور ضابطے عام طور پر متعین اور مقرر ہوتے ہیں۔لیکن کسی خاص حالت میں یا لوگوں کے احتجاج کرنے پر ان ضابطوں اور قوانین میں ترمیم کیا جاتا ہے یا انہیں واپس لے لیا جاتا ہے۔

قانون بناتے وقت آئین کی کن باتوں پر دھیان رکھنا چاہئے؟
الگ الگ گروپ بنا کر اس موضوع پر تذکرہ کیجئے۔

آؤ مل کر یہ عہد کریں......

مان لیجئے آپ کے اسکول میں بچہ مزدوری کے خلاف مہم چل رہی ہو اور آپ کو اس کے پوسٹر بنانے کہا جائے تو آپ کیا بنائیں گے؟ اوپر دی گئی جگہ پر بنایئے۔

قانون کیسے بنتے ہیں؟

جمہوری اقتدار میں قانون بنانے کا اختیار اصولی طور پر تو عوام کا ہے لیکن تکنیکی اور عملی طور سے اسے عوام کے نمایندے ہی بناتے ہیں۔ ہندوستان میں قانون بنانے کا ذمہ آئین نے ہندوستانی ایوان کو دیا ہے۔ کیونکہ ایوان (سنسد) میں عوام کے نمایندے ہوتے ہیں۔ اس کا ایک اہم کام ملک کے لئے قانون بنانا ہے۔ قانون بنانے کے لئے ایک مرحلے سے گذرنا پڑتا ہے۔ عام طور پر عوام سب سے پہلے سماجی مسائل کے حل کیلئے خاص قانون بنانے کے لئے آواز اٹھاتے ہیں۔ عوام کے ذریعے اٹھائی گئی آواز اور مسائل کو قانون ساز کمیٹی کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد کیبنٹ میں اسے منظوری کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس کے بعد کیبنٹ اس کو ایوان میں پیش کرنے، اس کے اہم مقاصد اور وقت کا تعین کرتا ہے۔ ہندوستان میں پارلیمنٹ کے دو حصے ہیں — لوک سبھا (ایوان زیریں) اور راجیہ سبھا (ایوان بالا)۔ عوام سے براہ راست تعلق رکھنے والے بل کو کسی بھی ایوان میں رکھا جاسکتا ہے۔ اس بل پر ایوان میں بحث ہوتی ہے۔ جس میں سدھار اور ترمیم بھی ہوتا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے نیچے کے چارٹ کو دیکھا جاسکتا ہے۔

قانون بنانے کا طریقہ اور مرحلہ

عوام کا مسئلہ/ سماج میں چرچا اور بحث

↓

سرکار کے ذریعہ ایوان میں بل پیش کرنا

↓

ایوان میں چرچا اور بحث

↙ ↘

بل پاس — بل رد

↓ (بل پاس)

پاس بل کو دوسرے ایوان میں بھیجا جاتا ہے۔

↓

دوسرے ایوان میں چرچا/ بحث اور پاس یا ترمیم

↓

صدر جمہوریہ کے پاس دستخط کے لئے بھیجا جاتا ہے

↓

منظوری کے بعد وہ بل قانون بن جاتا ہے

پارلیمنٹ میں حق تعلیم قانون پر بحث

آزادی کے بعد آئین میں تعلیم پر بطور خاص توجہ دی گئی۔ اُس میں یہ طے کیا گیا (آرٹیکل 45) کہ 14 سال تک کے بچوں کے لئے مفت اور ضروری تعلیم کا انتظام اگلے 10 برسوں میں حکومت کے ذریعے کی جانی چاہئے۔

آج 60 برسوں کے بعد بھی بچہ مزدوری، پڑھائی ادھوری چھوڑنے والے بچوں اور بچیوں کی کم تعلیمی فی صد، اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ سرکار کے ذریعے تعلیم سے متعلق بنائے گئے قانون پوری طرح سے لاگو نہیں ہو پائے ہیں۔ اس مسئلے کو لے کر عوامی تنظیمیں، طلباء تنظیمیں اور سماجی تنظیمیں اور دوسرے لوگ اپنی میٹنگ اور جلسے جلوسوں کے ذریعہ آوازیں اٹھاتے رہتے ہیں۔

کسی بھی بل کو قانون بنانے کے لئے پارلیمنٹ میں کس طرح کا چرچا اور اس کی کارروائی ہوتی ہے، اسے نیچے دی گئی مثال سے سمجھا جاسکتا ہے۔

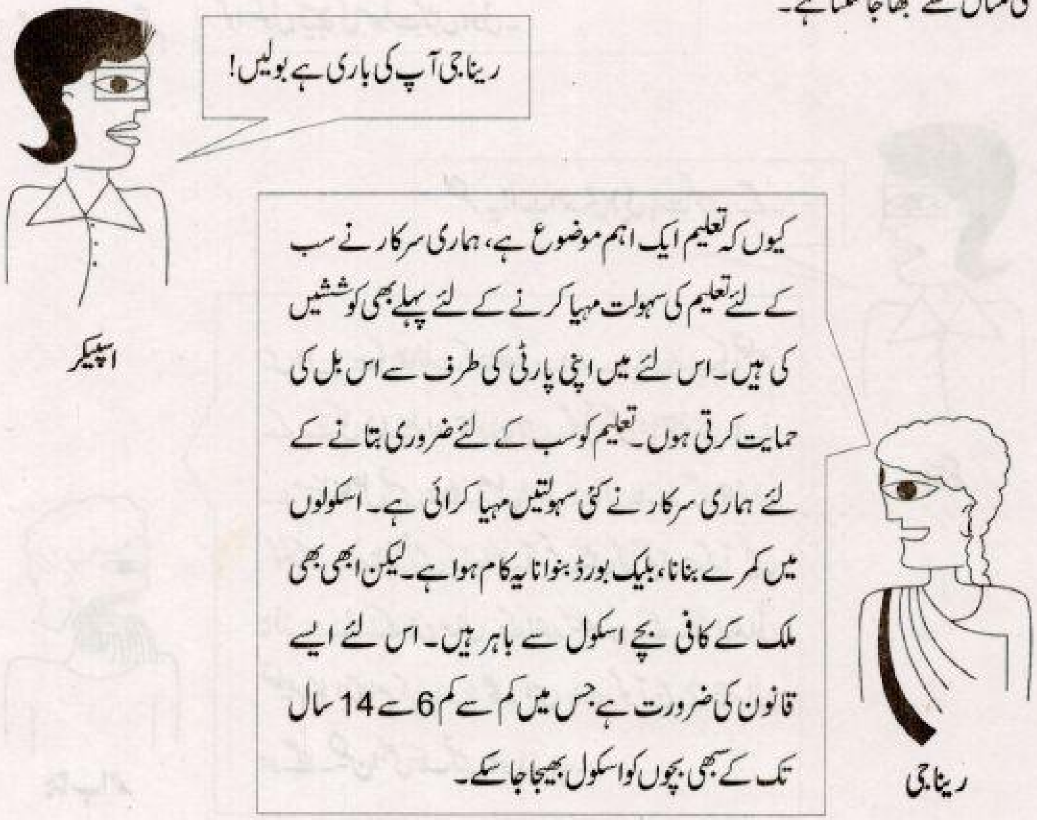

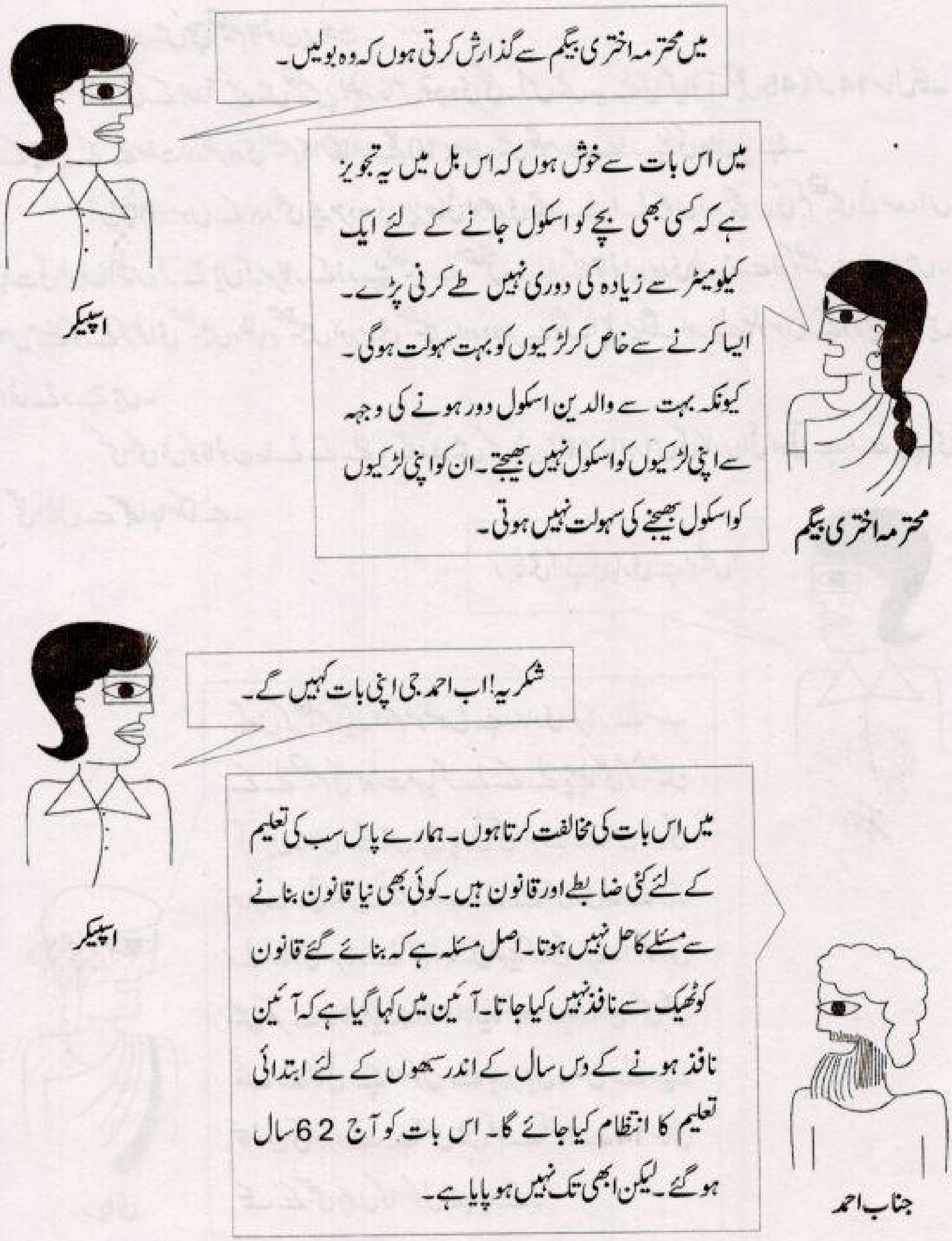
میں محترمہ اختری بیگم سے گذارش کرتی ہوں کہ وہ بولیں۔
اسپیکر
میں اس بات سے خوش ہوں کہ اس بل میں یہ تجویز ہے کہ کسی بھی بچے کو اسکول جانے کے لئے ایک کیلومیٹر سے زیادہ کی دوری نہیں طے کرنی پڑے۔ ایسا کرنے سے خاص کر لڑکیوں کو بہت سہولت ہوگی۔ کیونکہ بہت سے والدین اسکول دور ہونے کی وجہ سے اپنی لڑکیوں کو اسکول نہیں بھیجتے۔ ان کو اپنی لڑکیوں کو اسکول بھیجنے کی سہولت نہیں ہوتی۔
محترمہ اختری بیگم
شکریہ! اب احمد جی اپنی بات کہیں گے۔
اسپیکر
میں اس بات کی مخالفت کرتا ہوں۔ ہمارے پاس سب کی تعلیم کے لئے کئی ضابطے اور قانون ہیں۔ کوئی بھی نیا قانون بنانے سے مسئلے کا حل نہیں ہوتا۔ اصل مسئلہ ہے کہ بنائے گئے قانون کو ٹھیک سے نافذ نہیں کیا جاتا۔ آئین میں کہا گیا ہے کہ آئین نافذ ہونے کے دس سال کے اندر سبھوں کے لئے ابتدائی تعلیم کا انتظام کیا جائے گا۔ اس بات کو آج 62 سال ہو گئے۔ لیکن ابھی تک نہیں ہو پایا ہے۔
جناب احمد

محترم رکن کو اس کے متعلق پوری جانکاری نہیں ہے۔ میں ایوان کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اس بل میں ایک بات ہے کہ جو بچے ابھی تک اسکولوں سے الگ ہیں، انہیں بھی ان کی عمر کے مطابق اسکول میں داخل کرنے کے لئے خاص تیاری کی جائے گی۔ اس بل میں پسماندہ طبقات اور معذوروں کے لئے پورا دھیان دیا گیا ہے۔

رینا جی

رینا جی، آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

اسپیکر

کئی ممبران ایوان نے اس بات کی جم کر مخالفت کی

یہ مناسب نہیں ہے۔ آپ کو اپنا وقت دینا چاہئے۔

خاموش رہیں، انترا جی آپ بولیں۔

اسپیکر

تعلیم کے کسی حق کا تب تک کوئی فائدہ نہیں ہوگا جب تک سبھوں کے لئے یکساں اسکولی نظام کو قائم نہیں کیا جائے گا۔ ہمارے ملک میں کئی طرح کے اسکول چل رہے ہیں جس کی وجہہ سے ایک جیسی تعلیم کا انتظام بہت دشوار ہے۔ اگر سرکار اس معاملے میں سنجیدہ ہے تو قانون میں یہ انتظام کیا جائے کہ کوئی بھی نجی اسکول نہیں ہوگا۔

انترا جی

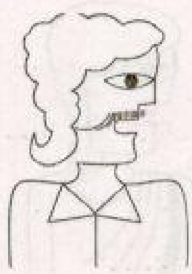

انیک کمار

میرا یہ ماننا ہے کہ یہ قانون صرف ابتدائی قدم ہے۔ بعد میں ہمیں اعلیٰ تعلیم کو بھی اس دائرے میں لانا ہوگا۔ 14 سال تک آتے آتے بچے زیادہ سے زیادہ آٹھویں جماعت تک ہی پہنچ پاتے ہیں۔ آٹھویں تک کی پڑھائی سے انہیں کیا ملے گا۔ کیا ہم صرف یومیہ پر مزدور ہی پیدا کرنا چاہتے ہیں جو اپنا نام لکھ لیں اور تھوڑا بہت حساب کتاب کرلیں۔ میرا ماننا ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ مزدور کا بیٹا مزدور نہ ہو تو اس قانون کو وسعت دے کر اعلیٰ تعلیم تک بڑھانا ہوگا۔

بحث اسی طرح چلتی رہی۔ بحث کے بعد اسپیکر نے بل پر ووٹنگ کروائی۔ بل اتفاق رائے سے بہ آسانی پاس ہوگیا۔

دی گئی مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ قانون بنانے میں عوام کا کردار اہم ہوتا ہے۔ قانون بنانے کے ہر معاملے میں عوام کی آواز بہت اہمیت رکھتی ہے۔ لوگوں کی یہ آواز ٹیلی ویژن، اخبار، ریڈیو اور عام جلسہ، دھرنا اور مظاہرہ وغیرہ کے ذریعہ پہنچائی جاتی ہے۔ ایوان کی ہر کارروائی کو بہتر ڈھنگ سے عوام تک پہنچائی جاتی ہے۔ ابلاغ عامہ کے مختلف ذرائع کے توسط سے ایوان کی کارروائی ٹھوس اور صاف ستھرے طریقے سے عوام کے سامنے دکھایا جاتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ایوان قانون بنانے والا بااختیار اور سب سے بڑا ادارہ ہے۔

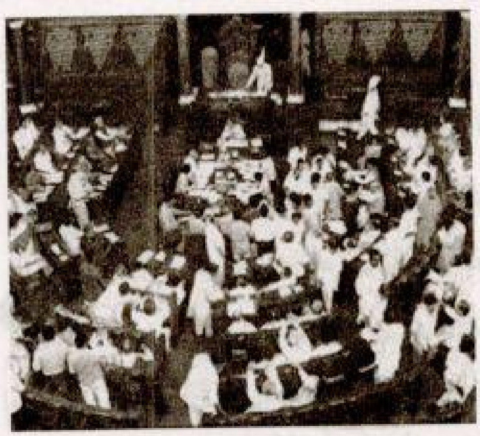

پارلیامنٹ میں ہو رہی ہے بحث

کیا قانون سب پر نافذ ہوتے ہیں؟

ہمارے ملک کا قانون تمام شہریوں پر عام شکل میں نافذ ہوتا ہے چاہے وہ آدمی امیر ہو یا غریب، عورت ہو یا مرد، اعلیٰ ہوں یا پسماندہ، سرکاری لوگ ہوں یا عوامی

نمائندے۔ یہاں تک کہ متعلقہ آدمی اگر ملک کا صدر ہی کیوں نہ ہو، قانون سبھوں پر یکساں طور پر نافذ ہوتا ہے۔یعنی قانون کے اوپر کوئی آدمی نہیں ہوتا ہے۔اگر کوئی آدمی جرم کرتا ہے یا قانون شکنی کرتا ہے تو اس کے لئے ایک مقررہ سزا ہوتی ہے۔سزا طے ہونے تک کا ایک متعین مرحلہ ہوتا ہے جس میں آدمی کا جرم ثابت ہوتا ہے۔

ہمارے ملک میں قانون شکنی کرنے کے لئے یا جرم کی سزا دینے کے لئے عدالت ہوتی ہے۔عدالت سزا طے کرتی ہے۔آئندہ سبق میں اس بات کا ذکر تفصیل سے کیا جائے گا۔

اگر آپ سبق کے شروع میں دی گئی مثالوں کو دوبارہ پڑھیں گے تو پائیں گے کہ مرکزی وزیر کے ذریعہ کیا گیا کام قانون کے بالکل خلاف ہے۔اس حالت میں لوگ اپنی آزادی کا من مانے ڈھنگ سے استعمال کر سکتے ہیں۔ملک میں سارے لوگ قانون کی نظر میں ایک برابر ہیں۔

غیر مقبول قانون کی مثال

بہار پریس بل 1980ء اور دوسرے واقعات

:صوبہ بہار میں 1980ء میں بہار پریس بل کے نام سے اسمبلی کے ذریعہ ایک قانون پاس کیا گیا تھا۔اس قانون میں ایسی باتیں لکھی گئی تھیں جن کا سہارا لے کر ریاستی حکومت کی تنقید کرنے والے کسی بھی شخص، اخبار یا رسائل سے جڑے تمام لوگوں کو سزا دی جا سکتی تھی۔سرکار کی تنقید کرنے پر یہ الزام آسانی سے لگایا جا سکتا تھا کہ انہوں نے اپنے خیالات کو لاپروائی سے پیش کیا ہے جس سے لوگوں کو نقصان پہنچا ہے۔اس قانون سے اظہار خیال کی آزادی کے بنیادی حق پر کسی بھی طرح کی روک لگائی جا سکتی ہے۔اس قانون پر لوگوں نے لکھ کر، دھرنے ومظاہرے اور دوسرے طریقے سے جم کر مخالفت کی۔3 ستمبر 1982ء کو اس کے خلاف ایک آل انڈیا نیوز پیپر ایسوسی ایشن اور اس کے ہم خیال تنظیموں کے ذریعے ملک بھر میں ہڑتال کی گئی۔کئی تنظیموں نے ہائی کورٹ پٹنہ سے اس قانون پر روک لگانے کے لئے اپیل دائر کی۔

اخیر میں ہائی کورٹ اور عوام کے دباؤ میں بہار سرکار کو یہ بل واپس لینا پڑا۔ بہار پریس بل سے پہلے اور بعد میں بھی کئی ایسے قانون بنے ہیں جن کی لوگوں نے زبردست مخالفت کی ہے۔

1. آپ اپنے اساتذہ کی مدد سے کچھ ایسے قانون کی فہرست بنائیں جو عوام کے دباؤ میں واپس لئے گئے ہوں۔
2. پتا لگایئے کہ ہمارے ملک میں پریس کی آزادی پر کیا کبھی روک لگائی گئی تھی؟

ایروم شرمیلا کی بھوک ہڑتال

شمال مشرق کی کچھ ریاستوں میں مسلح افواج بل نافذ کیا گیا ہے۔ یہ بل فوج کو یہ اختیار دیتا ہے کہ فوج لوگوں کے گھروں کی تلاشی بنا کسی حکم کے کبھی بھی لے سکتی ہے اور لوگوں کو کبھی بھی گرفتار کرسکتی ہے۔ وہاں کے لوگ اس بل کی گذشتہ کئی برسوں سے مخالفت کررہے ہیں۔

1974ء سے 1976ء میں لگائے گئے داخلی ایمرجنسی کے دوران بھی پریس اور اظہار خیال کی آزادی پر سخت روک لگائی گئی تھی۔ اس کی مثال دیتے ہوئے چنڈی گڑھ کے ایک ٹیچر بتاتے ہیں کہ جب لوگ پڑھاتے تھے تو پولس والے دیکھتے تھے کہ ہم کیا پڑھا رہے ہیں۔ وجہ پوچھے جانے پر پولس نے بتایا کہ ہمیں دیکھنا ہے کہ آپ پڑھانے کے دوران حکومت کے خلاف باتیں تو بچوں کو نہیں بتا رہے ہیں؟ ایمرجنسی کی بھی ہمارے ملک کے لوگوں نے زبردست مخالفت کی۔

ایمرجنسی کے خلاف جے پرکاش نارائن نے پورے ملک میں عوامی تحریک پیدا کی۔ آگے چل کر یہ تحریک ''سمپورن کرانتی''، یعنی مکمل انقلاب کے نام سے مشہور ہوئی۔ غاصبانہ قانون کی لوگوں نے ایسی مخالفت کی کہ تمام طبقے کے لوگ سڑکوں پر اتر آئے۔ اس انقلاب کا مقصد شہریوں کی آزادی کے ساتھ ساتھ، بدعنوانی، مہنگائی، بے روزگاری اور اس کا حل اور معاشرے میں تبدیلی بھی تھا۔

مشقی سوالات

1. قانون کی حکومت سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ ایک مثال دے کر سمجھائیں۔
2. ہندوستان میں قانون بنانے کا طریقہ اور اس کی خاص باتوں کو اپنے الفاظ میں لکھئے۔
3. آپ کے خیال میں حصول تعلیم کے حق کے قانون میں کن کن باتوں کو شامل کرنا چاہئے اور کیوں؟
4. اگر کسی صوبہ یا مرکز کی سرکار ایسا کوئی قانون بناتی ہے جو لوگوں کی ضرورتوں کے مطابق نہ ہو تو عام لوگوں کو کیا کرنا چاہئے؟
5. مان لیجئے آپ ''اختلاف'' نامی عورتوں کی تنظیم کے رکن ہیں اور آپ بہار میں شراب بندی پر قانون لاگو کروانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے اپنے صوبے میں وزیر اعلیٰ کو درخواست لکھئے جس میں شراب بندی کے قانون کی ضرورت کے متعلق بتایا گیا ہو۔
6. اگر پٹواری کے پاس زمین درج کروانے کا قانون نہ ہو تو عام لوگوں کو کن کن مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے؟

باب

5

عدلیہ

کیا آپ لوگ آپس میں کبھی لڑتے جھگڑتے ہیں؟ آپ سوچ رہے ہوں گے، بھلا یہ بھی کوئی سوال ہوا۔ ہم بچے ہی نہیں، بلکہ بڑے لوگ بھی تو آپس میں لڑتے ہیں۔ لیکن بچوں اور بڑوں کی لڑائی میں ایک فرق ہوتا ہے۔ آپ اپنی لڑائی کا نبٹارہ کرنے کے لئے اکثر اپنے سرپرستوں، ٹیچروں یا پرنسپلوں کے پاس جاتے ہیں۔ یہ لوگ کبھی پیار سے تو کبھی ڈانٹ پھٹکار کر آپ کے جھگڑے کا حل نکال لیتے ہیں۔

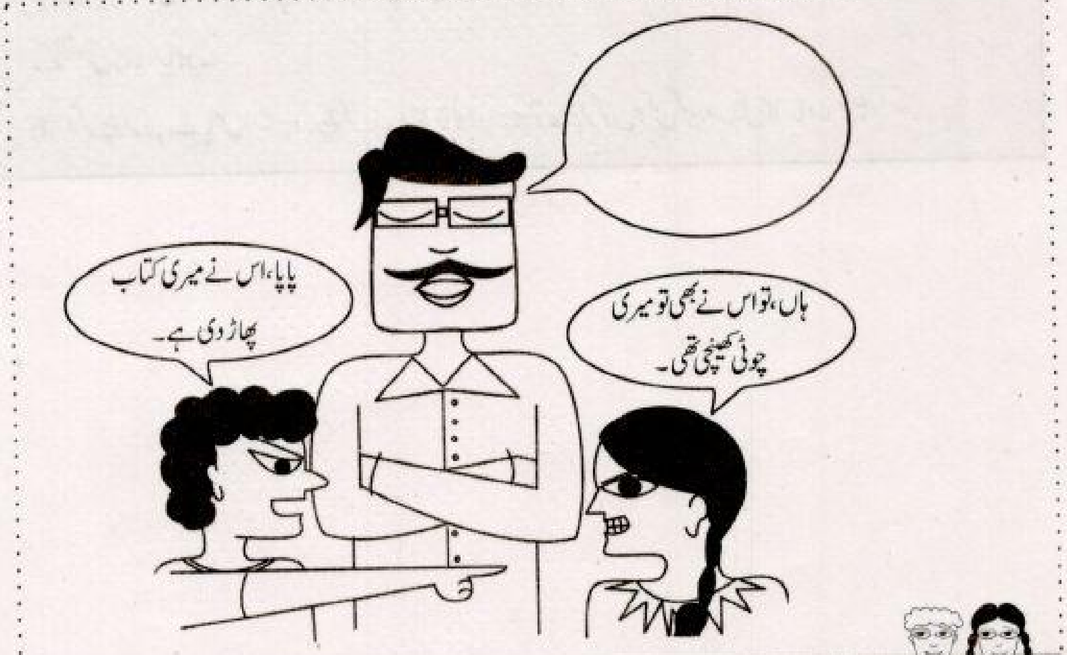

بچوں کے والد نے کیا جواب دیا ہوگا؟ سوچ کر لکھیے۔

یہ تو رہی آپ کی بات ۔لیکن کیا آپ نے کبھی سوچا ہے، کہ جب بڑے لوگوں کے بیچ کوئی جھگڑا یا تنازعہ ہوتا ہے، تو وہ اپنے مسائل کو لے کر کہاں جاتے ہیں؟ وہ کبھی اپنے دوستوں یا رشتہ داروں کی مدد سے اپنے مسائل کا حل تلاش کر لیتے ہیں۔ اگر اس سے بھی بات نہیں بنتی ہے تو پنچایت کی مدد لیتے ہیں۔لیکن ہر ایک جھگڑے کا حل اس طرح سے نہیں نکالا جا سکتا ہے۔

آپ کو یہ تو پتہ ہی ہے کہ ہمارا ملک ایک جمہوری ملک ہے اور یہاں پر قانون کی حکومت چلتی ہے، جو تمام لوگوں پر یکساں طور پر نافذ ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں قانون کے مطابق، الگ الگ طرح کے تنازعات کا نبٹارہ کرنے کے لئے ایک نظام قائم کیا گیا ہے۔جس میں کئی طرح کی عدالتیں ہیں۔ان عدالتوں میں لوگ انصاف کے لئے جا سکتے ہیں۔

انصاف کی سمجھ

جب کسی موضوع پر دو افراد یا دو جماعتوں کے بیچ تنازعہ ہوتا ہے تو ہر ایک اپنے کو صحیح اور دوسرے کو غلط مانتا ہے۔

لیکن انصاف کے نقطۂ نظر سے یہ طے کرنا کہ کون صحیح ہے اور کون غلط، اتنا آسان معاملہ نہیں ہے، جتنا کہ ہمیں لگتا ہے۔آیئے، انصاف کو سمجھنے کے لئے گیتا کی کہانی کو پڑھتے ہیں۔

گیتا اپنے تین بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی۔ بچپن سے ہی اس کے ماں باپ نے اسے لاڈ پیار سے پالا تھا۔ کھانے پینے اور کپڑے لتے کی اسے کوئی کمی نہ تھی۔ ہاں، صرف پڑھائی کے لئے وہ پاس والے سرکاری ہندی میڈیم اسکول میں جاتی تھی اور اس کے سگے بھائی گاؤں سے کچھ دور نجی انگریزی میڈیم والے اسکول میں جاتے تھے۔اس بات سے وہ اکثر چڑ جاتی تھی اور تب اس کے والد اور اس کے بھائی اسے سمجھاتے تھے کہ لڑکی ہونے کی وجہ سے اس کا گاؤں سے دور انگریزی کی مخلوط تعلیم (co-education) والے اسکول جانا مناسب نہیں تھا۔ بارہویں درجہ کے بعد پڑوس کے گاؤں میں ایک ہم عمر لڑکے کے ساتھ گیتا کی شادی کر دی گئی، جو خود پڑھ رہا تھا۔

کچھ سال بعد گیتا کے والد کی موت ہو گئی اور اس کے بھائیوں نے آپس میں اپنے والد کی املاک کا بٹوارہ کر لیا۔اس میں سے کچھ بھی گیتا کو دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ گیتا کے سسرال والوں کی معاشی حالت کمزور تھی۔ وہ بھی آگے پڑھنا چاہتی تھی اور اسے لگا کہ اگر والد کی املاک میں سے اسے بھی کچھ مل جاتا تو وہ بھی آگے پڑھ سکتی تھی۔ جب اس نے اپنے بھائیوں کے سامنے اپنا یہ خیال ظاہر کیا تو وہ ایک دم سے بگڑ گئے اور بولے کہ پتا جی نے تمہاری شادی میں پچاس ہزار روپے خرچ کئے تھے تو تمہیں اب آگے اور کیا چاہئے۔

S.S.A. 2015-16 (FREE)

اس بات سے گیتا بھی تنگ گئی اور بولی، لیکن آپ دونوں نے تو بارہ لاکھ کی زمین کا پیسہ آپس میں بانٹ لیا تو کیا مجھے اس میں سے کچھ نہیں ملنا چاہئے؟ جیسے تم ان کے بیٹے ہو، میں بھی تو اسی طرح ان کی بیٹی ہوں۔

آپ کی سمجھ میں کون صحیح ہے؟ گیتا یا اس کے بھائی؟ آپس میں مذاکرہ کیجئے۔

گیتا نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر آپ میرا حصہ نہیں دیں گے تو میں اس بات کو گرام کچہری میں لے جاؤں گی۔ تینون بھائیوں نے کہا، جو کرنا ہے، کرو۔ لیکن تم کو حصہ نہیں دیا جائے گا۔ گیتا اس معاملے کو گرام کچہری میں لے گئی۔ گرام کچہری کے منصف نے بھی اس کے بھائیوں کا ہی ساتھ دیا۔ کچہری نے کہا کہ اس گاؤں میں آج تک اس طرح کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا، جہاں بیٹیوں کو پشتینی جائیداد میں حصہ ملا ہو، نہ ہی اس گاؤں کی ایسی روایت ہے۔ اس۔ لیۓ پشتینی جائیداد پر صرف تمہارے بھائیوں کا ہی حق ہے۔

کیا آپ گرام کچہری کے فیصلے سے متفق ہیں؟

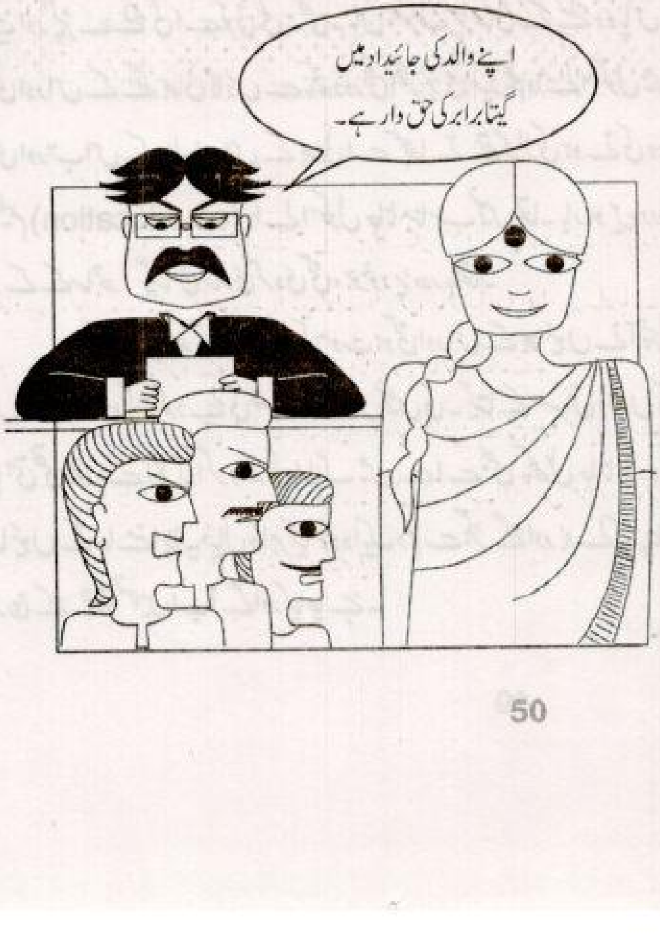

کچہری نے جو فیصلہ سنایا، اس سے گیتا مطمئن نہیں تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ گرام کچہری نے میرے ساتھ ناانصافی کی ہے۔ اس لئے اس نے ہار نہیں مانی اور آخر میں عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ عدالت میں جج نے جو فیصلہ سنایا، وہ پوری طرح گیتا کے حق میں تھا۔

انہوں نے فیصلے میں کہا کہ ہندو وراثت ایکٹ کے تحت باپ کی جائیداد میں بیٹا ہو یا بیٹی، سبھی برابر کے حق دار ہیں۔ اس لئے گیتا کے بھائیوں کو اپنی

پشتینی جائیداد کا بٹوارہ چار حصوں میں کرنا ہوگا۔ آخر کار گیتا کو حصے میں تین لاکھ روپے ملے۔

عدالت کے اس فیصلے سے گیتا کافی خوش ہوئی۔ خوش ہو بھی کیوں نا، اسے انصاف جو ملا تھا۔

1۔ عدالت نے گیتا کے حق میں کیا فیصلہ سنایا اور کیوں؟

2۔ اس کہانی کو پڑھنے کے بعد انصاف کے بارے میں آپ کی کیا سمجھ بنتی ہے؟ اس پر اپنی ٹیچر کے ساتھ گفتگو کیجئے۔

ماتحت عدالتوں کو کئی الگ الگ ناموں سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ انہیں ٹرائل کورٹ یا ڈسٹرکٹ کورٹ، ایڈیشنل سیشنس جج، سیشنس جوڈیشیل مجسٹریٹ، سیول جج کورٹ وغیرہ ناموں سے پکارا جاتا ہے۔

ہائی کورٹ کا قیام سب سے پہلے 1862 میں کلکتہ، ممبئی اور چنئی میں کیا گیا۔ یہ تینوں پریسیڈنسی شہر تھے۔ دہلی ہائی کورٹ کا قیام 1966 میں ہوا۔ آج پورے ملک میں 21 ہائی کورٹ ہیں۔ بہت ساری ریاستوں کے اپنے ہائی کورٹ ہیں، جب کہ پنجاب اور ہریانہ کی ایک مشترکہ عدالت ہے، جو چنڈی گڑھ میں واقع ہے۔ دوسری طرف ساتوں شمال مشرقی ریاستوں کے لئے گوہاٹی میں ایک ہی ہائی کورٹ رکھا گیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ لوگوں کے نزدیک پہنچنے کے لئے کچھ ہائی کورٹوں کی ریاست کے دوسرے حصوں میں بھی شاخیں ہیں۔

عدلیہ کا رول

جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ سرکار تین حصوں کی مدد سے کام کرتی ہے۔ یہ تین حصے ہیں— قانون سازیہ، انتظامیہ اور عدلیہ۔ پچھلے ابواب میں آپ لوگ قانون سازیہ اور انتظامیہ کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ آپ نے پڑھا تھا کہ قانون سازیہ قانون بناتی ہے اور انتظامیہ اس قانون کو نافذ کرتا ہے۔

اگر مرکز اور ریاستی حکومت کے بیچ، دو ریاستوں کے بیچ، دو شہریوں کے بیچ یا حکومت اور سماج میں رہنے والے افراد کے بیچ کسی قسم کا تنازعہ ہوتا ہے، تو اسے سلجھانے کے لئے ایک ادارہ کی ضرورت پڑتی ہے، جو بغیر کسی جانبداری یا دباؤ میں آئے اپنا کام کرے۔ ایسے عدالتی نظام کو عدلیہ کہتے ہیں۔

حکومت کا یہ تیسرا حصہ عدلیہ ایک شہری کے حقوق اور اس کی آزادی کا تحفظ کرتی ہے۔ یہ انصاف کرتی ہے اور

تنازعوں کو آئین میں درج قوانین کے تحت سلجھاتی ہے۔اگر قانون سازیہ کے ذریعہ بنایا گیا کوئی قانون آئین کی خلاف ورزی کرتا ہے،تو عدلیہ اس قانون کو منسوخ کرسکتی ہے کیوں کہ آئین کی تشریح کا اختیار خاص طور سے عدلیہ کے پاس ہی ہوتا ہے۔

اپنے ٹیچر کی مدد سے اس چارٹ میں دی گئی خالی جگہوں کو بھریئے

تنازعہ کے اقسام	مثال
مرکز اور ریاستی حکومت کے بیچ تنازعہ	
دو ریاستوں کے بیچ تنازعہ	
دو شہریوں کے بیچ تنازعہ	

آزاد عدلیہ— کسی بھی حالت میں منصفانہ فیصلہ ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ عدلیہ اپنا فیصلہ کسی بھی فریق کے دباو یا خوف میں آئے بغیر سنا سکے۔تصور کیجئے ،اگر حکومت کا کوئی وزیر کوئی جرم کرتا ہے اور اس کا معاملہ عدالت میں جاتا ہے۔ عدالت کا جج اس وزیر یا حکومت کے دباو میں آکر اسے بری کر دیتا ہے،تب یہ کہا جاسکتا ہے کہ عدلیہ آزاد نہیں ہے اور وہ طاقتور لوگوں سے متاثر ہے۔لیکن ہمارے ملک کی عدلیہ کو پوری طرح سے آزاد اس لئے رکھا گیا ہے تا کہ وہ غیر جانبدار طریقے سے بغیر کسی دباو میں آئے اپنا کام کر سکے۔

عدلیہ کو آزاد رکھنے کے لئے دو طریقے اپنائے گئے ہیں۔

پہلا طریقہ ہے—طاقتوں کا بٹوارہ،جس کا مطلب ہے کہ قانون سازیہ اور انتظامیہ جیسی ریاست کی شاخیں عدلیہ کے کام میں دخل نہیں دے سکتیں۔کوئی بھی عدالت حکومت کے ماتحت نہیں ہوتی اور نہ ہی حکومت کی نمائندگی کرتی ہے۔

دوسرا طریقہ ہے—ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں ججوں کی تقرری کے عمل میں حکومت کی سیدھی مداخلت نہیں ہوتی۔

انصاف کے مقصد سے عدلیہ کو آزاد بنایا گیا ہے۔کئی بار دیکھا جاتا ہے کہ کچھ طاقتور لوگ اپنے پیسے اور پہنچ کا استعمال کر کے عدالتی عمل کا بے جا استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔کئی بار کچھ جج بھی پیسے و ترقی کے لالچ میں پھنس کر غلط فیصلے دیتے ہیں،جس سے لوگوں کو مناسب انصاف نہیں مل پاتا۔اس طرح کے غلط کاموں سے عدلیہ کی آزادی کو گہرا دھکا لگتا ہے۔

ایسے معاملے سامنے آنے پر لوگوں کا عدلیہ کے تئیں بھروسہ بھی کمزور ہو جاتا ہے۔ اس طرح کے مسائل کی وجہ سے ہندوستان کے عدالتی عمل میں اصلاح کی کئی کوششیں کی جارہی ہیں، تاکہ عدلیہ کی آزادی اور لوگوں کا اس پر بھروسہ قائم رہے۔

1۔ عدلیہ کی آزادی کو قائم رکھنے کے لئے کیا کیا کیا گیا؟
2۔ عدلیہ کی آزادی میں کس کس طرح کی رکاوٹیں آتی ہیں؟

ہندوستان میں عدلیہ کا ڈھانچہ

ہمارے ملک میں عدلیہ کا ڈھانچہ پیرامڈ کی طرح ہے۔ یہ تین سطحوں پر کام کرتا ہے۔ سب سے نیچے ضلع و ماتحت عدالت (ڈسٹرکٹ اینڈ سب آرڈینیٹ کورٹ)، پھر ہائی کورٹ (عدالت عالیہ) اور سب سے اوپر سپریم کورٹ (عدالت عظمیٰ) ہوتی ہے۔ ضلع و ماتحت عدالت (ڈسٹرکٹ اینڈ سب آرڈینیٹ کورٹ) عام طور پر ضلع ہیڈکوارٹر میں ہوتی ہے۔ جیسے آپ سیوان ضلع کے ہیں تو آپ کا ڈسٹرکٹ کورٹ سیوان میں ہوگا۔ اسی طرح سے اگر آپ کا کوئی دوست یا رشتہ دار گیا ضلع کا ہے تو اس ضلع کا ڈسٹرکٹ کورٹ گیا میں ہوگا۔ متعلقہ ضلع میں ہی آپ کے جھگڑے کو سلجھایا جائے گا۔ ان عدالتوں کا لوگوں سے سب سے زیادہ تعلق ہوتا ہے اور یہ بہت طرح کے معاملوں کی شنوائی کرتا ہے۔

ہر ایک ریاست کئی ضلعوں میں تقسیم ہوتی ہے اور ہر ضلع میں ڈسٹرکٹ کورٹ ہوتا ہے۔ ہر ایک ریاست میں ہائی کورٹ ہوتا ہے جو اپنی ریاست کی سب سے اونچی عدالت ہوتا ہے۔ ہم بہار کے باشندہ ہیں تو ہماری ریاست کا ہائی کورٹ اس کی راجدھانی پٹنہ میں ہے۔ سب سے اوپر سپریم کورٹ ہوتا ہے جو ہمارے ملک کی سب سے بڑی عدالت ہے۔ یہ ہمارے ملک کی راجدھانی نئی دہلی میں واقع ہے۔

سپریم کورٹ کے فیصلے باقی عدالتوں کو ماننے پڑتے ہیں۔ نیچے کی عدالتیں اپنے اوپر کی عدالت کی دیکھ ریکھ میں کام کرتی ہیں۔ یہ تمام عدالتیں ایک دوسرے سے جڑی ہوتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اوپری عدالت کے ذریعہ لیا گیا فیصلہ نیچے کی تمام عدالتوں کو ماننا پڑتا ہے۔ اس کی اپیل کا ضابطہ ایک خصوصی درجہ رکھتا ہے۔

کیا آپ کے ساتھ کبھی ایسا ہوا ہے کہ آپ اپنا کوئی مسئلہ لے کر اپنی ٹیچر کے پاس گئے اور جب ان کے فیصلے سے مطمئن نہ ہوئے تو آپ یا آپ کے والدین ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس کے پاس گئے؟ ایسے ضابطے کو ہی اپیل کہتے ہیں۔ اگر کسی

S.S.A. 2015-16 (FREE)

شخص کو لگتا ہے کہ نچلی عدالت میں کیا گیا فیصلہ صحیح نہیں ہے تو وہ اس کے خلاف اوپری عدالت میں اپیل کر سکتا ہے۔ ایسی صورت حال میں اوپری عدالت کا فیصلہ ہی نچلی عدالتوں کو ماننا پڑتا ہے۔

کیا یہ شخص ٹھیک سوچ رہا ہے؟ کئی بار عدالتی عمل میں بہت وقت لگتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ عام انسان کو کورٹ کچہری سے دور رہنا چاہیے؟

عام انسان کی انصاف تک پہنچ

ویسے تو ہندوستان کے تمام شہری عدالتوں میں انصاف کے لئے جاتے ہیں کیوں کہ عدالتی نظام شہریوں کے بیچ بھید بھاو نہیں کرتا۔ لیکن یہ بات سچ ہے کہ غریب انسان کے لئے یہ کر پانا اتنا آسان نہیں ہے۔ قانونی عمل میں کافی پیسہ اور وقت لگتا ہے اور اوپر سے کاغذی کارروائی کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ کام وکیلوں کا ہوتا ہے۔ اس عمل کو سبھی لوگوں کے لئے سمجھ پانا مشکل ہوتا ہے۔ کورٹ کچہری کے کام کرنے کے اپنے طریقے ہوتے ہیں جس میں وقت لگتا ہے۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ جلد بازی میں کسی کے ساتھ نا انصافی نہ ہو جائے۔ لیکن اس کا اثر کئی بار الٹا ہو سکتا ہے۔ کئی بار کئی کیس سالوں سال کھنچتے ہیں اور لوگوں کے لئے اپنا کام دھندا چھوڑ کر پابندی سے کورٹ کچہری جانا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ مسئلہ تو سبھی کے لئے ہے لیکن غریب لوگوں کے لئے یہ مسئلہ کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔

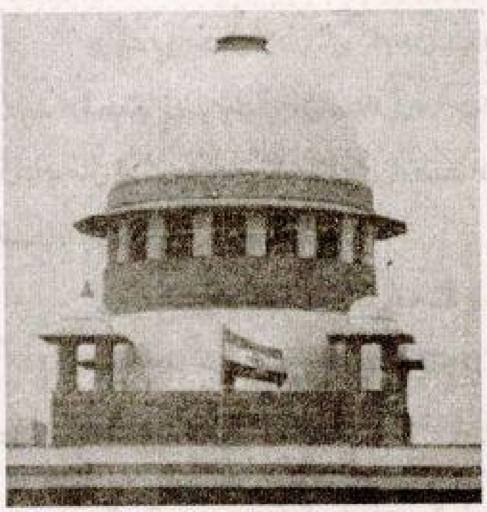

سپریم کورٹ، نئی دہلی

انصاف کو سبھی لوگوں تک جلدی پہنچانے کے لئے انصاف کے عمل میں اصلاح کی کئی نئی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ایسی کوششوں میں سبھی طرح کی عدالتوں میں ججوں کی تقرری، غریب لوگوں کے لئے مفت یا کم پیسوں میں قانونی امداد کا نظم اور

عوامی مفاد سے متعلق عرضی شامل ہیں۔ کئی دقتوں کے باوجود ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ ہندوستان میں عدالتی نظام کو عدلیہ کے بغیر چلانے کا تصور بھی محال ہے۔ اس کے سامنے سبھی برابر ہیں اور یہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ امیر یا طاقتور انسان اپنی دولت یا رعب کی وجہ سے دوسرے غریب یا پچھڑے ہوئے لوگوں کے ساتھ ناانصافی نہ کرسکیں۔

مشق کے سوالات

1۔ کیا آپ کو ایسا لگتا ہے کہ اس طرح کے نئے عدالتی نظام میں ایک عام شہری کسی بھی طاقتور یا امیر شخص کے خلاف مقدمہ جیت سکتا ہے؟ وجہ کے ساتھ سمجھایئے۔

2۔ ہمیں عدلیہ کی ضرورت کیوں ہے؟

3۔ نچلی عدالتوں سے اوپری عدالت تک ہماری عدلیہ کا ڈھانچہ ایک پیرامڈ جیسا ہے۔ عدلیہ کے ڈھانچہ کو پڑھنے کے بعد اس کی ایک تصویر بنایئے۔

4۔ ہندوستان میں عدلیہ کو آزاد بنانے کے لئے کیا کیا اقدام اٹھائے گئے؟

5۔ آپ کے خیال میں ہندوستان میں انصاف حاصل کرنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ کون سی ہے؟ اسے دور کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

6۔ اگر ہندوستان میں عدلیہ آزاد نہ ہو تو شہریوں کو انصاف حاصل کرنے کے لئے کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے؟

باب

6

عدالتی عمل

آپ میں سے شاید ہی کوئی ایسا بچہ ہوگا، جس نے یا تو پولس کا ذکر نہ سنا ہو یا اسے کبھی دیکھا نہ ہو۔ عام انسان کی باتوں میں یا فلموں میں اکثر پولس کا ذکر آتا ہے۔ آپ کے خیال میں پولس کا کیا کیا کام ہوتا ہے؟ کیا پولس والے بہت طاقتور ہوتے ہیں؟

آپ کی سمجھ میں پولس کے کیا کیا کام ہوتے ہیں؟ لکھ کر یا تصویر بنا کر بتایئے۔

آیئے، انصاف کے عمل اور اس میں پولس، وکیل اور جج کے رول کو سمجھنے کی کوشش آگے پیش کیے گئے ایک واقعہ کے توسط سے کرتے ہیں۔

ونود آج اپنے گھر کی بنیاد ڈالنے کے لئے مزدوروں کے ساتھ اپنی زمین پر آیا۔ ونود کی زمین اودھیش کے گھر سے سٹی ہوئی تھی۔ جیسے ہی ونود نے مزدوروں سے اپنے نئے گھر کی بنیاد کھودنے کی بات کہی، تب اودھیش وہاں آ پہنچے۔ اس نے ونود کو اپنے گھر سے دو فٹ ہٹ کر بنیاد کھودنے کی بات کہی۔ لیکن ونود نہیں مانا۔ اس نے کہا کہ میری زمین تو آپ کے گھر سے سٹی ہوئی ہے اور میری دیوار آپ کے گھر کی دیوار سے سٹی رہے گی۔ اس نے کام شروع کرا دیا۔ اس پر اودھیش بھڑک گئے۔ دونوں

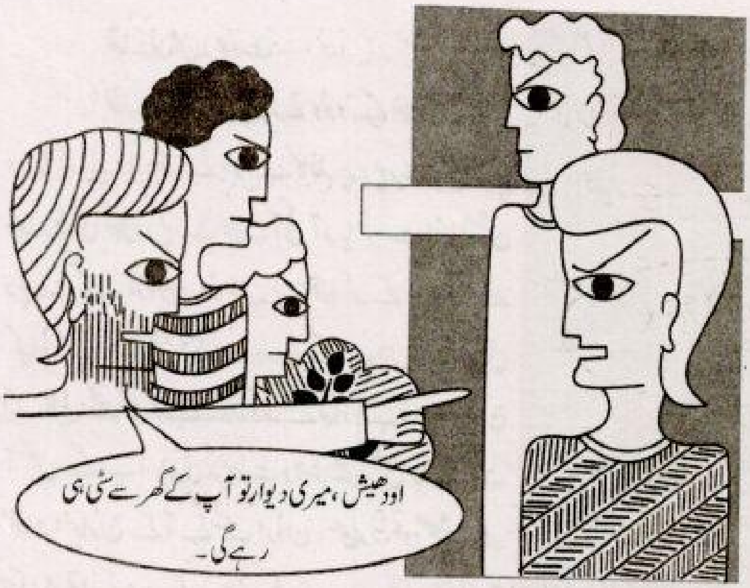

طرف سے لوگ جھگڑنے لگے۔ تب کسی نے کہا، 'بھائی کیوں جھگڑتے ہو؟ کیوں نہیں اپنی بات گرام کچہری میں لے جاتے ہو؟'

گرام کچہری نے زمین کے کاغذات کی بنیاد پر اودھیش کے حق میں فیصلہ سنایا۔

لیکن ونود اس فیصلے کو نہیں مانتا ہے اور اگلے دن جب اودھیش اپنے گھر پر نہیں ہوتے ہیں تو ونود ان کی دیوار سے سٹ کر اپنی دیوار کھڑی کروانا شروع کر دیتا ہے۔ شام کو جب اودھیش اپنے گھر واپس لوٹتے ہیں تو انہیں اس بات کا پتہ چلتا ہے۔ وہ اسی رات کو ونود کی تعمیر شدہ دیوار کو توڑوا دیتے ہیں۔ صبح جب ونود کو معلوم ہوتا ہے، تب لاٹھی ڈنڈے کے ساتھ اودھیش کے یہاں آ جاتا ہے اور اودھیش کی جم کر پٹائی کرتا ہے۔ اس پٹائی میں اودھیش کا ایک ہاتھ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

ان دونوں کی لڑائی کو دیکھ کر پاس پڑوس کے لوگ اکٹھا ہو جاتے ہیں اور بیچ بچاؤ کر کے بات کو آگے بڑھانے سے روکتے ہیں۔ اسی بیچ اس گاؤں کا چوکیدار بھی وہاں آ پہنچا۔ ستیندر اور ارون، جو اودھیش کے پڑوسی تھے، انہیں نزدیک کے اسپتال کو لے گئے۔ انہوں نے اسپتال میں اودھیش کی جانچ کرا کر ان کے ہاتھ کا پلاسٹر لگوایا اور پھر سب اس معاملے کو درج کرانے تھانے گئے۔

1۔ گرام کچہری نے اپنا فیصلہ اودھیش کے حق میں کیوں سنایا؟ چرچا کیجئے۔

2۔ کیا ونود کو اودھیش کی پٹائی کرنی چاہئے تھی؟

3۔ اگر ونود گرام کچہری کے فیصلے سے مطمئن نہیں تھا تو اسے کیا کرنا چاہئے تھا؟

تھانے میں رپورٹ

تھانے میں ارون نے ونود کے خلاف معاملہ درج کرایا۔ داروغہ نے سادے کاغذ پر رپورٹ لکھی۔ یہ معاملے کی پہلی رپورٹ ایف آئی آر یا فرسٹ انفارمیشن رپورٹ تھی۔ ارون نے اس پر دستخط کر کے داروغہ سے کہا، 'آپ رجسٹر میں رپورٹ درج کیجئے اور اس رپورٹ کی ایک کاپی مجھے بھی دیجئے۔' داروغہ نے کہا، 'جب تھانہ انچارج آئیں گے تب آپ کی رپورٹ رجسٹر میں لکھی جائے گی۔' تھانہ انچارج کے آنے تک ارون، ستیندر، اودھیش اور چوکیدار تھانے پر رکے رہے۔ کچھ ہی دیر بعد تھانہ انچارج بھی آ گئے۔ ان سے ارون نے رجسٹر میں رپورٹ درج کرائی۔

درج فہرست ذات، قبائل، فلاحی تھانہ

اودھیش نے اپنا معاملہ ایک عام تھانے میں درج کرایا لیکن ہر ایک ضلع میں ایک مخصوص تھانہ بھی ہوتا ہے جہاں درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل سے تعلق رکھنے والے لوگ اپنے خلاف ہوئے ظلم یا جرم کے خلاف معاملہ درج کرا سکتے ہیں کیوں کہ ان کے خلاف کیا گیا جرم ایک خاص قسم کا جرم مانا جاتا ہے۔

ایف آئی آر

تھانہ میں ایف آئی آر کوئی بھی درج کرا سکتا ہے۔ اگر متاثرہ شخص پڑھا لکھا ہو تو وہ خود سے لکھ کر اور دستخط کر کے ایف آئی آر کر سکتا ہے۔ بصورت دیگر زبانی بتانے پر داروغہ لکھ لیتا ہے اور پڑھ کر سناتا ہے اور جانکاری دینے والے سے دستخط کراتا ہے۔ ایف آئی آر میں جرم کی تفصیل، مجرم کا نام، جگہ کا نام اور جرم کا وقت ہونا ضروری ہے۔ گواہوں کے نام بھی ایف آئی آر میں ہونے چاہئیں۔ جانکاری دینے والے کو ایف آئی آر کی ایک کاپی مفت ملتی ہے۔ اگر کوئی تھانیدار ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کرتا ہے تو ڈاک اور انٹرنیٹ کے توسط سے بھی پولس افسر اور مجسٹریٹ کو ایف آئی آر بھیجی جا سکتی ہے۔ ایف آئی آر اسی تھانہ حلقہ میں درج کرائی جاتی ہے، جس تھانہ حلقہ میں واقعہ پیش آیا ہو۔